احادیثِ ہدایہ
کا
علمی جائزہ

{حصہ دوم}

جمع وترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

تقسیم فی سبیل اللہ

ناشر

پیر جی سید عبدالمبین

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸ مکان نمبر C/36 کالج روڈ گوجرانوالہ

نام کتاب	احادیثِ ہدایہ کا علمی جائزہ (حصہ دوم)
مرتب	پیر جی سید مشتاق علی
صفحات	48
تعداد	100
طبع اول	جنوری 2025ء
قیمت	فی سبیل اللہ

ضروری اعلان:

ہم نے اس کتاب میں اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ ضرور درست کر دی جائے گی۔ ہم قرآن وسنت کے خلاف کسی کی بات نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر صحیح معنی میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!!

احقر

پیر جی سید مشتاق علی

23-01-2025

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

اس حصہ میں ہم ان اعتراضات کے جوابات عرض کریں گے جو خواجہ قاسم خطیب جامع مسجد اقصیٰ اہل حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ نے اپنی کتاب ہدایہ عوام کی عدالت میں احادیث ہدایہ پر کیے تھے۔ کتاب کے شروع میں پہلے ۱۰ صفحات پر ہدایہ کا تعارف لکھا ہے اس میں ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ پر اعتراض کیے ہیں۔ اسی دور میں مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی نے اس کا جواب ''ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول'' کے نام سے دے دیا تھا۔ ہم ڈیروی صاحب کی کتاب سے انتخاب کر کے کچھ ضروری باتیں اس حصہ میں جمع کر رہے ہیں تفصیل اصل کتاب میں دیکھ لی جائے۔ ڈیروی صاحبؒ کی کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ بہت ہی مفید اور اچھی کتاب ہے۔ از سید مشتاق علی شاہ

مولانا حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم... اما بعد!

برادران اسلام! عرض یہ ہے کہ حال ہی میں ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس کا نام یوں ہے حنفیوں کی معتبر کتاب ''ہدایہ عوام کی عدالت میں'' مصنف حافظ خواجہ قاسم خطیب جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ نام پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایک خالص علمی کتاب کو عوام جہلا کی عدالت میں پیش کرنا یہ تو بہت بڑی حماقت و جہالت ہے کیونکہ اہل علم کی علمی تحقیق کا فیصلہ اہل علم ہی کر سکتے ہیں جو علم کی نعمت و دولت سے مالا مال ہوں اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا جواب نہایت تسلی بخش دیا جائے تاکہ عوام کے دلوں میں تذبذب اور وساوس شیطانی پیدا نہ ہوں۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب نے ایک عنوان قائم کیا ہے ''سنت کے خلاف'' اس کے تحت لکھتے ہیں ہدایہ فقہ حنفیہ کی بہت مشہور معتبر اور قدیم کتاب ہے حنفی مدارس کے نصاب میں اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے اس کے مصنف کا نام اور کنیت ابوالحسن علی بن ابوبکر برہان الدین مرغینانی ہے یہ ۵۱۱ھ میں پیدا اور ۵۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۲)

الجواب:

ہدایہ کے معتبر ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ صرف حنفی مدارس میں ہی نہیں پڑھائی جاتی بلکہ غیر مقلدین کے مدارس میں بھی اس کو خصوصیت سے پڑھایا جاتا ہے یہ نہایت ہی علمی و تحقیقی کتاب ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

خواجہ صاحب نے مولف ہدایہ کی وفات ۵۹۱ھ لکھی ہے جو کہ خالص جھوٹ ہے صحیح یوں

ہے کہ مولف ہدایہ کی وفات ۵۹۳ھ یا ۵۹۶ھ میں ہوئی۔ (مقدمہ ہدایہ اخیرین ص ۲)

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں، مقدمہ ہدایہ (از مولانا عبدالحی لکھنویؒ) کے مطابق بہت سی کتب کے علاوہ مصنف نے اولاً **هداية المتبدی** لکھی پھر اسی (۸۰) جلدوں میں اس کی شرح **كفاية المنتهی** کو قلمبند کیا اور پھر ہدایہ کی صورت میں اس کا اختصار کیا اس کتاب کو ۵۷۳ھ میں لکھنا شروع کیا اور یہ تیرہ برس میں مکمل ہوئی۔ ان تیرہ برسوں کے دوران میں مصنف نے مسلسل روزے رکھے اور کبھی ناغہ نہ کیا۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۲)

الجواب:

خواجہ صاحب نے یہ تو بتایا کہ ۵۷۳ھ میں مؤلف ہدایہ نے اپنی کتاب کو لکھنا شروع کیا لیکن اس کے آگے متصل ایک جملہ تھا وہ خواجہ صاحب نے چھوڑ دیا ہے اور وہ یوں ہے۔

وهو مقبول بين الانام من الخواص والعوام

کہ وہ ہدایہ عوام وخواص سب کے ہاں مقبول کتاب ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا ''کہ مصنف نے اولاً ہدایۃ المبتدی لکھی'' یہ جھوٹ ہے مؤلف ہدایہ نے ہدایۃ المبتدی کوئی کتاب لکھی ہی نہیں۔ مؤلف ہدایہ نے جو کتاب اولاً لکھی ہے اس کا نام ہے بدایۃ المبتدی۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں: اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا جب تک ہدایہ زیر تصنیف رہی مصنف مرحوم متواتر سنت کی خلاف ورزی فرماتے رہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے علاوہ کبھی کسی ایک مہینہ کے روزے بھی مکمل نہیں رکھے۔

(عن عائشہ بخاری، مسلم)(ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۲)

الجواب:

خواجہ صاحب چونکہ فقہ کے آپ دشمن ہیں قرآن وحدیث سمجھنا آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ایک حدیث دیکھ کرتم نے فتوٰی جڑ دیا ہے حالانکہ کم علم کوفتوی دینے کا حق نہیں ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلاَّ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ۔ (رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجة، مشكوة ص ۱۷۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے ہوں مگر شعبان ورمضان کے۔

قارئین کرام! خواجہ صاحب تو فتوٰی لگا کر فارغ ہو گئے۔ اب ان دو حدیثوں کے درمیان تعارض کا اٹھانا اور حدیث شریف پر عمل کرنا حنفیوں کی قسمت میں آیا ہے (**الحمد اللہ علی ذالک**) اور تطبیق کی کئی صورتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شعبان ورمضان کے مکمل روزے رکھتے تھے (جیسا کہ ام سلمہؓ نے گواہی دی ہے) اور کبھی رمضان کے علاوہ مکمل کسی ماہ کا روزہ نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے گواہی دی ہے فلہٰذا مسلسل روزے چند سالوں کے رکھنا منع نہیں بلکہ ثواب وعین عبادت ہے خواجہ صاحب کا عبادت سے روکنا اوراس پر ناراض ہونا حماقت ہے۔

صوم الدھر:

صوم الدہر (ہمیشگی کا روزہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے چنانچہ تین آدمیوں کا واقعہ مشہور ہے جن میں سے ایک نے کہا تھا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع کر دیا تھا اس کے علاوہ بخاری شریف

جلد ا،ص ۲٦۵ میں ہے۔

لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ مَرَّتَيْنِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ فرمایا کہ جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔

اس صحیح اور صریح حدیث کے الفاظ سے ظاہری طور صوم الدہر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے مگر امت مسلمہ کے بہت سے جلیل القدر علماء صائم الدہر تھے مثلاً

(۱) حضرت عثمانؓ کے متعلق مروی ہے:

کان عثمان یصوم الدهر (حلیة الاولیاء لابی نعیم ج ۱ ص ۵٦)

حضرت عثمانؓ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

(۲) امام شعبہ فرماتے ہیں:

کان ثابت یقرأ القرآن فی کل یوم و لیلة و یصوم الدهر۔

(تهذیب التهذیب لابن حجر ج ۲ ص ۳)

حضرت ثابت تابعیؒ ایک دن رات میں سارا قرآن ختم کرتے تھے اور ہمیشگی کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

(۳) مولانا عبدالرحمن مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں۔

کان شعبة یصوم الدهر۔ (مقدمہ تحفة الأحوذی ص ۲۲۲)

امام شعبہؒ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

(۴) و کان ابن جریج یصوم الدهر الا ثلاثة ایام من الشهر۔

(تہذیب ج ٦ ص ۴۰٦)

محدث ابن جریج بھی صائم الدہر تھے مگر وہ ہر ماہ تین روزے نہیں رکھتے تھے۔

(۵) مبارک پوری صاحب غیر مقلد امام وکیعؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

فکان یصوم الدھر ویختم القران کل لیلة۔

(مقدمہ تحفة الأحوذی ص ۲۲۶)

پس وہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور ہر رات میں قرآن مجید کا ختم کرتے تھے۔ یہی حوالہ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۰۷ میں بھی ہے۔

(۶) حضرت امام بخاریؒ بھی صائم الدہر تھے۔

(میزان الکبریٰ جلد ۱ ص ۵۰، بحوالہ مقام ابی حنیفہؒ ص ۲۱۳، طبع اول)

(۷) مؤلف نتائج التقلید مولانا حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلد کے متعلق لکھتے ہیں۔

مدت مدید عرصہ بعید سے صائم الدہر ہیں صرف ایک ہی وقت شام کو کھایا پیا کرتے ہیں اور اول رات جاگنے کے باوجود ہمیشہ اپنی روزانہ منزل نماز تہجد میں پوار کرتے ہیں۔ سفر حضر میں آپ کی یہی عادت ہورہی ہے۔ (نتائج التقلید ص ۳۰)

اس حوالہ سے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ حافظ روپڑی صاحب وصال کے روزے رکھا کرتے تھے حالانکہ وصال سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے تو یک نہ شد دو شد والا معاملہ ہو گیا ہے اور پھر سحری کھانے پینے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔

تسحرّوا فان فی السحور برکة۔

(بخاری ص ۲۵۷، و مسلم ج ۱ ص ۳۵۰، ومشکوٰۃ ص ۱۷۵)

تم سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

اور روپڑی صاحب غیر مقلد کا عمل اس صحیح اور صریح حدیث کے بھی خلاف ہے خواجہ صاحب فتوی لگائیے کہ مولانا روپڑی ہمیشہ سنت کی مخالفت کرتے رہے اور اسی حالت میں ان پر موت واقع ہوئی ہے اس طرح حضرت عثمانؓ، حضرت ثابتؓ، حضرت شعبہؒ، حضرت ابن جریجؒ، امام وکیعؒ، امام بخاریؒ بھی سنت کے مخالفت کرتے رہے۔ (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ) نیز خواجہ صاحب کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ سنت کا مخالف محدث اور اہل سنت و الجماعت میں سے ہوسکتا ہے یا نہیں۔

حدیث پاک کامفہوم:

خواجہ صاحب چونکہ فقہ کے دشمن ہیں اس لیے انہیں نہ تو حدیث اب تک سمجھ آسکی اور نہ قیامت تک سمجھ آ سکے گی اس لیے حدیث وقرآن کی فقہ (سمجھ) اللہ تعالیٰ نے احناف حضرات کی قسمت میں رکھدی ہے (و الحمدللہ علی ذالک) سنیے: صوم الدہراور وصال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا بطور ترفق اور شفقت کے ہے تاکہ امت مرحومہ کے ساتھ آسانی کی جائے اور مشقت سے بچایا جائے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک چھوٹا بچہ قرآن مجید حفظ کرتا ہے اور زیادہ سبق لے کر محنت ومشقت اٹھا کر یاد کر لیتا ہے تو باپ کو رحم آتا ہے اور وہ بطور شفقت کے بیٹے کو زیادہ سبق لینے سے منع کرتا ہے مگر اس کے باوجود بیٹا زیادہ سبق لے کر قرآن مجید جلد حفظ کر لیتا ہے تو باپ اپنے بیٹے کو سینہ سے لگا کر چومتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور ناراض نہیں ہوتا یہی مثال صوم الدہر کے متعلق قیاس کر لیں مگر غیر مقلدیت اور حدیث کی سمجھ دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

ایک اور مثال:

بخاری شریف میں ہے کہ سات راتوں میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرو۔

(بخاری ج ۲ ص ۷۵۶)

امام بخاریؒ تین، پانچ، سات مختلف روایتوں کی طرف اشارہ کر کے ترجیح سات والی کو دیتے ہیں۔ ترمذی شریف وغیرہ میں تین کی روایت بھی ہے مگر اس کے باوجود صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ وغیرہم سے ایک رات میں مکمل قرآن مجید ختم کرنے کا ذکر موجود ہے مثلاً

(۱) حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ ایک رکعت میں سارا قرآن مجید ختم کیا دیکھئے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۱۲۳، ابواب القرأت وحلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۷)

(۲) حضرت تمیم الداریؓ بھی ایک رکعت میں سارا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔

(کتاب الثقات لابن حبان ج ۳ ص ۴۰، تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۳۵۶،

وطحاوی ج ا ص ۲۰۵، وتہذیب التہذیب ج ا ص ۵۱۱)

(۳) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (طحاوی ج ا، ص ۲۰۵ وقیام اللیل ص ۶۳)

(۴) کان سعید بن جبیر ختم القران فیما بین المغرب و العشاء فی رمضان۔

(کتاب الثقات لابن حبان ج ۴ ص ۲۷۶) (ط: دارالکتب العلمیہ ۲ / ۱۶۷)

سعید بن جبیر رمضان کے مہینہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان سارا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔

نیز ترمذی ج ۲ ص ۱۲۳ وتہذیب ابن عساکر ج ۳ ص ۳۵۶ میں ہے کعبۃ اللہ میں حضرت سعید بن جبیر نے ایک رکعت میں سارا قرآن مکمل کیا۔

(۵) امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بھی کعبۃ اللہ میں ایک رات کے اندر سارا قرآن مجید ختم کیا ہے چنانچہ تہذیب ابن عساکر جلد ۳ ص ۳۵۶ میں ہے۔

و روی الخطیب ان مصعبا کان یقول ختم القران فی الکعبۃ اربعۃ من الائمۃ عثمان بن عفان و تمیم الداری و سعید بن جبیر و ابو حنیفۃ۔

خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ مصعبؒ فرمایا کرتے تھے کہ کعبۃ اللہ میں چار اماموں نے قرآن مجید ختم کیا ہے حضرت عثمانؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت سعید بن جبیرؒ و امام ابوحنیفہؒ نے۔

(۶) امام شافعیؒ صرف رمضان مبارک کے مہینہ میں ساٹھ مرتبہ قرآن مجید ختم کر دیا کرتے تھے (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ا، ص ۳۲۹) اور ایک مرتبہ انہوں نے ایک مسئلہ کی تلاش میں روزانہ تین مرتبہ اور تین دنوں میں نو مرتبہ قرآن مجید ختم کیا تھا۔

(مفتاح الجنہ ص ۲۹، للسیوطی طبع مصر)

(۷) امام وکیع کا ذکر صوم الدہر کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

(۸) امام المحدثین حضرت یحییٰ بن سعید القطان دن رات میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم

کرتے تھے۔(تاریخ بغداد ج ۱۴،ص ۱۴۱،وتہذیب الاسماءنووی ج ۲ ص ۱۵۴)

(۹)حضرت امام بخاریؒ رمضان مبارک کے مہینے میں ہر روز دن کوایک ختم قرآن مجید کا کرتے تھےاورایک ختم رات کوافطار کےوقت کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲،وطبقات الشافعیۃ الکبری ج ۲ ص ۹ والحطہ ص ۲۲)

اب امام بخاریؒ نے اپنی بیان کردہ حدیث کے خلاف عمل کیا ہے جب امام بخاری خود صحیح بخاری کےخلاف عمل کرتے ہیں تو غیرمقلدین پر کیاالزام لگایا جاسکتا ہےاگروہ اس پر عمل نہ کریں۔خواجہ صاحب فتویٰ لگایئے ان صحابہ کرامؓ اورتابعین عظامؒ وغیرہم پر کہ انہوں نے تین رات سے کم میں قرآن مجیدختم کرکے حدیث شریف کی مخالفت کرکےمخالف سنت ہیں یانہیں۔آپ کےبعض ظاہری بھائیوں نےتو تین رات سے کم میں قرآن مجید کےختم کرنے کوحرام کہاہے۔(حاشیہ بخاری،ج ۲ ص ۷۵۶)

(۱۰)ثابتؒ کا حوالہ بھی صوم الدہر کےضمن میں گزرچکاہے **تلک عشرۃ کاملۃ**۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ہمیشہ روزے رکھنا منقبت نہیں سنت کی مخالفت ہےسنت کی اس مخالفت سےعمل پر جواثر پڑسکتا تھا وہ تو ظاہر ہےصحت پر بھی پڑسکتا ہے۔بلکہ اس سے کتاب بھی متاثر ہوسکتی ہے(ہدایہ عوام کی عدالت میں،ص ۳)

الجواب:

خواجہ صاحب سے گزارش ہے کہ کیا یہ فتویٰ صرف مؤلف ھدایہ کے لیےمخصوص ہے یا دوسرے حضرات پر بھی لاگو ہوگا جوصائم الدھر تھے۔ان حضرات کی صحت پراثر پڑسکتا ہے یانہ اور پھران حضرات کی حدیث بیان کرنے پر بھی اثر پڑے گا یانہ اورحضرت امام بخاریؒ کی کتاب صحیح بخاری وغیرہ پر بھی اثر پڑسکتا ہے یانہیں۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

خواجہ صاحب نے اپنی عبارت ہمیشہ روزے رکھنا الخ سے جو صغری و کبری کی صورت میں نتیجہ اخذ کیا ہے صحیح نہیں کیونکہ صغری ہی مسلم نہیں ہے کیونکہ تیرہ سال روزے رکھنے کو ہمیشہ سے تعبیر کرنا خالص جھوٹ ہے اور صائم الدھر کے لیے ہمیشہ روزے رکھنے والا جملہ استعمال کیا جا سکتا ہے جب کہ مؤلف ہدایہ صائم الدھر نہیں تھے۔

نوٹ: امام بخاری کے متعلق مشہور ہے کہ ہر حدیث لکھنے کے لیے غسل کر کے دوگانہ پڑھتے تھے۔ کیا اس طرح کا عمل کسی حدیث یا صحابہؓ و تابعین وائمہ اربعہؒ وغیرہم کے عمل سے ثابت ہے یا نہ اگر نہیں تو امام بخاریؒ پر کوئی فتویٰ لگ سکتا ہے یا نہیں۔ امید ہے کہ خواجہ صاحب اس کی وضاحت ضرور کریں گے کیونکہ ان کو فتویٰ لگانے کا بڑا شوق ہے۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ الہامی کتابیں احناف کے نزدیک فقہ حنفی کی کتابیں الہامی درجہ سے بھی کچھ اونچا مقام رکھتی ہیں مثلاً

النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام اللیل۔

فقہ حنفی کی کتابوں کو دیکھ لینا ہی رات بھر کی تہجد سے بہتر ہے۔ (درمختار مصری ص ۱۹)

الجواب:

دین کے مسائل کا علم حاصل کرنا عبادت سے بہتر ہے اس میں ذرا بھر شک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عبادت کا فائدہ صرف عابد کو پہنچتا ہے اور عالم اس علم کو عام کرتا ہے اس لیے شیطان عالم سے زیادہ ناراض ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب خود لکھتے ہیں اسی لیے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔ (ترمذی)

دین کی سمجھ رکھنے والا شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔

(کراچی کا عثمانی مذہب ص ۶۹)

پس معلوم ہوا کہ مسئلہ جو فقہ کے متعلق درمختار میں پیش کیا گیا ہے۔ بالکل صحیح ہے بلکہ اس میں نرمی ہے بہتر یوں ہوتا کہ اس طرح کہا جاتا کہ فقہ کے مسائل کو دیکھنا اور مطالعہ کرنا ہزار تہجد سے بہتر ہے۔ شامی ج ا ص ۲۹ میں ہے۔

اقول هذا اذا كان مع الفهم لما فی فصول العلامی من له ذهن يفهم الزيادة ای علی ما يكفيه و قدر ان يصلی ليلا و ينظر فی العلم نهارا فنظره فی العلم نهارا و ليلا افضل۔

میں (شامیؒ) کہتا ہوں یہ دیکھنا جب ہے کہ دیکھ کر مسائل کو سمجھے بھی جیسے کہ کتاب فصول العلامی میں ہے کہ جس کا ذہن ایسا ہے کہ وہ اپنے ضرورت کے مسائل مطالعہ سے سمجھ لیتا ہے اور اس کو رات میں تہجد پڑھنے پر بھی قدرت ہے اور دن کو علم کے مسائل پر نظر کرنے کی بھی تو اس کا دن رات علمی مسائل پر نظر رکھنا اور مطالعہ کرنا افضل ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

فقہ کی کتابوں کا الہامی کتابوں (یعنی قرآن وحدیث) سے درجہ زیادہ بتانا خواجہ صاحب کا خالص جھوٹ ہے نیز درمختار کی عبارت میں صرف دیکھ لینا۔ کا لفظ بڑھانا بھی جھوٹ اور خیانت ہے اسی صفحہ میں اس کی تفصیل شروع میں موجود تھی جس کو ہضم کر گئے ہیں۔ حالانکہ نظر کرنے سے مراد مطالعہ کر کے مسائل کا سمجھنا ہے۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔

آگے لکھا ہے: **تعلم الفقه افضل من تعلم باقی القرآن۔**

کچھ قرآن پڑھ لینے کے بعد فقہ سیکھنا باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے۔

آگے اس کی شرح میں لکھا ہے۔

تعلم بعض القرآن و وجد فراغاً فالافضل الاشتغال بالفقه۔

(ردالمختار شامی)

کسی نے کچھ قرآن پڑھ لیا۔ اب اگر اسے فرصت ملے تو اس کے لیے فقہ کے ساتھ مشغول ہونا زیادہ افضل ہے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۳)

الجواب:

قرآن مجید کے تعلم (سیکھنے) سے مراد قرآن مجید کا حفظ کرنا ہے اگر کوئی آدمی اتنا قرآن مجید حفظ کر لے کہ نماز میں قرأت کر کے اس کی نماز میں قرأت کا فرض اور واجب ادا ہو جاتا ہے تو اب اگر فرصت ملے تو حفظ کرنے سے بہتر ہے کہ باقی وقت میں قرآن سے مسائل کا جاننا ضروری ہے کیونکہ حفظ کرنا قرآن مجید کا فرض عین نہیں ہے اور مسائل کا کسی حد تک معلوم کرنا فرض عین ہے یہی وجہ ہے کہ جاہل حافظ عالم دین کے برابر نہیں ہوسکتا اور شامی کی جو عبارت خواجہ صاحب نے نقل کی ہے اس کے آگے والی عبارت میں یہ وضاحت موجود ہے مگر خواجہ صاحب نے اس کو کاٹ دیا ہے اور پیش نہیں کیا ورنہ ان کی سازش کا سارا مکان ہی گر کر تباہ ہو جاتا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے اتنی بڑی خیانت کا ارتکاب کیوں کیا ہے۔

شامی کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو

فی البزازیة تعلّم بعض القرآن و وجد فراغًا فالافضل الاشتغال بالفقه لان حفظ القرآن فرض کفایة و تعلم مالا بد من الفقه فرض عین۔ (شامی ج ۱ ص ۲۹)

بزازیہ میں ہے کہ کسی نے کچھ قرآن پڑھ لیا ہے اور فرصت کو پالیا ہے تو افضل ہے فقہ کے ساتھ مشغول ہونا کیونکہ قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کے ضروری اور مسائل کا سیکھنا فرض عین ہے۔

جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سکھائی تھی اس کو قرآن مجید کے متعلق فرمایا:

فان کان معک قرآن فاقرء والا فاحمد اللہ و کبرہ وھللہ ثم ارکع۔

(مشکوٰۃ ج ا ص ۷٦)

پس اگر تیرے پاس قرآن ہے تو پڑھ ورنہ **الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ** پڑھ کر رکوع کر۔

قارئین کرام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ تجھے قرآن مجید یاد نہیں فلہٰذا وضو کر کے نماز پڑھنا بے کار ہے (معاذ اللہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا یاد کرنا فرض عین نہیں ہے مگر نماز کا پڑھنا فرضِ عین ہے۔ شامی کی عبارت سے مسئلہ واضح ہو گیا ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

خواجہ صاحب نے **رد المختار** شامی کا حوالہ دیا ہے (عوام ص ۳) حالانکہ علامہ شامیؒ کی کتاب ردالمختار نہیں ہے بلکہ اس کا نام **رد المحتار** ہے یعنی **المحتار** حا کے ساتھ ہے۔

فقہ کا سیکھنا واجب ہے:

حدیث شریف میں ہے۔

طلب الفقہ حتم واجب علی کل مسلم (فر) (کنوز الحقائق ج ۲ ص ۷)

فقہ کا طلب کرنا ہر مسلمان پر یقینی طور پر واجب ہے۔

حافظ ابن حجرؒ کا فیصلہ:

خیر کم من تعلم القرآن و علمه (حدیث شریف) تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ اس حدیث کے تحت مولانا مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

قال الحافظ فان قیل یلزم ان یکون المقری افضل من الفقیه قلنا لالان

المخاطبين بذالک کانوا فقهاء النفوس لانهم کانوا اهل اللسان فکانوا یدرون معانی القران بالسلیقة اکثر مما یدریها من بعدهم بالاکتساب فکان الفقه لهم سجیة فمن کان فی مثل شانهم شارکهم فی ذالک لا من کان قارئًا او مقرأً محضًا لا یفهم شیئًا من معانی مایقرأه او یقرئه۔

(تحفة الأحوذی ج ۴ ص ۲ ۵ تا ص ۵۳)

حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ مقری (قرآن پڑھانے والے) کی شان فقیہ (دین کے مسائل سمجھنے والے) سے زیادہ ہے تو ہم جواب میں کہیں گے ایسا نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں فقہا کو خطاب کیا گیا ہے جو عربی جاننے والے تھے اور قرآن کے معانی کے عالم تھے کیونکہ یہ اپنے انداز سے قرآن کے معانی کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جو بعد میں آئے اور محنت سے حاصل کیا پس فقہ اس میں مضمر ہے پس جو ایسا ہوگا وہ اس فضیلت میں شامل ہو جائے گا نہ محض وہ شخص جو پڑھتا پڑھاتا ہے مگر معانی قرآن سے جاہل ہے۔

خواجہ صاحب معلوم ہوا فقہ کا دشمن ہرگز بہتر اور اچھا شخص نہیں ہوسکتا اس لیے آپ فقہ کی دشمنی سے توبہ کرلیں۔ فقہ کی فضیلت اور فقہاء کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں لیکن یہ مقام اس کی گنجائش نہیں رکھتا۔ فقہاء کی حدیث محض محدثین کی حدیث سے بہتر ہے امام وکیعؒ کا فیصلہ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۱ و کتاب الاعتبار ص ۱۵)

امام اعمشؒ کا فیصلہ:

یا معشر الفقها انتم الاطباء و نحن الصیاد له۔ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۳۱، الخیرات الحسان ص ۶۱) اے فقہاء کی جماعت تم طبیب ہو اور ہم محدثین پنساری ہیں۔

امام احمدؒ:

امام احمدؒ کی خدمت میں ایک سائل نے حرام وحلال کے ایک مسئلہ کے بارے میں سوال

کیا تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجھ پر رحم کرے کسی اور سے پوچھ لے سائل نے کہا حضرت ہم تو آپ سے ہی اس کا جواب پوچھنا چاہتے ہیں۔ امام احمدؒ نے فرمایا:

سل عافاک اللہ غیرنا سل الفقھاء سل اباثور۔ (تاریخ بغداد جلد ٦ ص ٦٦)

اللہ تعالیٰ تجھے عافیت سے نوازے کسی اور سے پوچھ لے، فقہاء سے پوچھ، امام ابوثورؒ سے پوچھ۔

قارئین کرام! اس سے معلوم ہوا کہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ بڑے بڑے محدث بھی اس میں فقہاء کے محتاج ہیں۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

فلعنة ربنا اعدا در مل

علی من رد قول ابی حنیفه

ترجمہ: جو امام ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کرے اس پر ریت کے ذروں برابر خدا کی لعنت۔

(درمختار ج ا ص ۵)

یہ الگ بات ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے تین تہائی سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے۔ (درمختار ج ا ص ۲۴) ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۳)

الجواب:

محترم خواجہ صاحب رد اور اختلاف میں زمین وآسمان کا فرق ہے اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا تو ایسی جاہلانہ بات نہ کرتے اور پھر اس کے تحت شرح کو بھی پڑھنے کی تکلیف گوارا کر لیتے تو یہ رسوائی نہ اٹھانا پڑتی۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

ای علی من ردّ ما قاله من الاحکام الشرعیة محتقرابها فان ذالک موجب للطرد والابعاد لا بمجرد الطعن فی الاستدلال لان الائمة لم تزل یرد بعضهم

قول بعض ولا بمجرد الطعن فی الامام نفسه لان غایتہ الحرمة فلا یوجب اللعن الخ (شامی ج ا ص ۷ ۴)

یعنی اس شخص پر لعنت ہو جو امام صاحبؒ کے ان اقوال کو جس میں احکام شرعیہ بیان کئے گئے ہیں حقارت کے طور پر رد کرتا ہے کیونکہ یہ لعنت ورحمت سے دوری کا سبب ہے مطلق طعن مراد نہیں کیونکہ ائمہ کرامؒ ایک دوسرے کے استدلال کو رد کرتے رہتے ہیں اور امام صاحبؒ کی ذات میں بھی مطلق طعن مراد نہیں کیونکہ اس کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ ایسا شخص حرام کا مرتکب ہوگا نہ لعنت کا۔

امام عظمؒ کے گستاخ کا حشر برا ہوتا ہے:

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

بزرگانِ دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعینؒ سے حسن عقیدت نزولِ برکات کا ذریعہ ہے اس لیے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے۔ اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کے لیے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں اور حضرت امام صاحبؒ کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا **ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ** کا نظارہ ہو گیا۔ معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحبؒ سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کیے وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحبؒ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحبؒ سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ نے منکرین

معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے **اَفَتُمَا رُوْنَهُ عَلٰى مَا يَرٰى**۔ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑنا بے سود ہے۔

(تاریخ اہلحدیث ص ۴۷)

(۲) مولانا میر سیالکوٹی صاحب غیر مقلد تاریخ اہلِ حدیث ص ۴۳۵ میں عنوان قائم کرتے ہیں استاد پنجاب حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادیؒ پھر ان کے حالات میں ص ۴۳۷ میں لکھتے ہیں آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصا امام ابوحنیفہؒ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

(۳) مولانا داؤد غزنوی غیر مقلد کی سوانح میں ہے: اس سلسلہ میں مولانا داؤد نے سامعین (جو اکثر و بیشتر اہلحدیث تھے) کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ دیگر لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلا وجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(داؤد غزنوی ص ۸۷ تا ۸۸ مکتبہ غزنویہ ۴ شیش محل روڈ لاہور)

(۴) ائمہ کرام کا احترام: ائمہ کرام کا ان کے دل میں انتہائی احترام تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہل حدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی بڑے دردناک لہجے میں فرمایا مولوی اسحٰق جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بد دعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہؒ ابوحنیفہؒ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا

زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے، جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے۔ **یاغربۃ العلم انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ۔**

(داؤد غزنوی ص ۱۳۶ تا ۱۳۷)

(۵) مولانا داؤد غزنویؒ فرماتے ہیں، اور ہمارے مدرسہ کا حال سنیے ایک روز حضرت والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنویؒ) کے درسِ بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہؒ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ والد صاحب کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا اس کو حلقۂ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور بفحوائے۔ **اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔** فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہوگیا ہے۔ **اعاذنا اللہ من سوء الخاتمۃ۔** (داؤد غزنوی ص ۳۸۴)

(۶) جناب ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں: ''ایک مضمون میں اپنے فقہی موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برا نہیں ہوسکتی۔ ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص دل میں سوءِ ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کے سوءِ خاتمہ کا خوف ہے۔ ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت و درایت پر امت کا اجماع ہے۔ (داؤد غزنوی ص ۳۷۳)

(۷) مولانا ثناء اللہ صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں۔ (حاشیہ تاریخ اہلحدیث میر سیالکوٹی ص ۷۳) خواجہ صاحب! ان

واقعات کی روشنی میں شعر فلعنۃ ربنا الخ ہمارے رب کی لعنت ہو۔ کا مطلب سمجھ گئے ہو یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھے تو

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

یہ شعر حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ کی طرف منسوب ہے۔ (عمدۃ الرعایہ وغیرہ) جو حضرت امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں اور استاذ کی بے قدری و بے عزتی کرنے والا شخص مخلص شاگرد کے ہاں مردود شمار کیا جاتا ہے چنانچہ الحیات بعد الممات ص ۱۶۶ میں ہے میاں صاحب اپنے اساتذہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز جناب مولانا شاہ محمد اسحق قدس اسرارہم اور ان کے خاندان کا بہت ادب کرتے اکثر قرآن وحدیث کے ترجمے کے موقع پر فرماتے مجھ سے اس کا مقراضی ترجمہ سنو جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بسینہ چلا آتا ہے اور بیان مسائل میں بھی انہیں بزرگوں کے اقوال سے سند لاتے اور فرماتے ہیں۔ اس پر کوئی آزاد طبع طالب علم اگر کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہوسکتا۔ جب تک قرآن وحدیث سے سند نہ دی جائے تو بہت خفا ہو کر فرماتے مردود! کیا یہ حضرات گھس کٹے تھے ایسی ہی اڑان گھائی اڑاتے تھے۔ خواجہ صاحب! مردود وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کیا جاوے جیسے شیطان مردود اور یہی معنی شعر مذکور کے ہیں تو بتایئے شاہ ولی اللہ صاحبؒ، شاہ عبدالعزیزؒ و شاہ محمد اسحقؒ کی بہت سی باتوں سے اختلاف کر کے آپ اور آپ کے اساتذہ مردود ہوئے یا نہ؟ نیز یہ بتائیں کہ شیخ الکل کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی۔ اگر سچی ہے تو پھر اگر یہی بات کوئی حنفی کہہ دے یعنی امام ابوحنیفہؒ وصاحبینؒ کے اقوال پیش کرے اس پر کوئی شتر بے مہار شخص اعتراض کر دے کہ ان کی بات حجت نہیں قرآن و حدیث پیش کر واس کے جواب میں حنفی یہ کہہ دے مردود! کیا یہ حضرات قرآن وحدیث کے خلاف کہتے تھے؟ تو اس حنفی کی بات بھی سچی ہوگی یا نہ۔

تم ہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ الگ بات ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے تین تہائی سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۲۴) خواجہ صاحب کا یہ لکھنا خالص جھوٹ ہے درمختار میں یہ حوالہ موجود نہیں ہے۔

خواجہ صاحب: امام مہدی اور حضرت عیسیٰ حنفی ہوں گے:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ حنفی ہوں گے (عوام ص ۳)

الجواب:

خواجہ صاحب نے اس کا حوالہ فقہ حنفی کی کسی مستند کتاب سے دینے کے بجائے خان صاحب بریلوی اور خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں کا نام لے کر حوالہ دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کی دال میں کوئی کالا کالا ہے اور وہ یہ ہے کہ علامہ شامی نے رد المحتار ص ۲۴ تا ص ۴۳ میں اس حوالہ کی خوب تردید کی ہے۔

شریعت بل:

خواجہ صاحب نے شریعت بل پر بھی اعتراض کیا ہے جو محض ضد وعناد وخواہش نفسانی کی دلیل ہے کیونکہ خواجہ صاحب کی جماعت اہل حدیث کا ایک گروہ بھی اس کی تائید کرنے والا تھا۔

فقہ حنفی:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں: پبلک لاء ملک میں ایک ہی ہوسکتا ہے اور وہ ملک کی غالب اکثریت کے عقائد و مسلک کے مطابق فقہ حنفی ہونا چاہیے۔

(مولانا زاہد الراشدی بحوالہ نوائے وقت ۸۶۔ ۳۔ ۳، عوام ص ۴)

خواجہ صاحب بات تو صحیح ہے آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کی فقہ نافذ کرنی چاہیے پہلے تو یہ اس لیے غلط ہے کہ آپ کی جماعت کے چند افراد کسی خاص خاص ضلع میں ہیں اور باقی عظیم

پاکستان میں ان کا وجود نہیں دوسرے غیر مقلدین کے علماء نے جو فقہ پیش کی ہے مثلاً فقہ محمد یہ کلاں، ہدیۃ المہدی، نزل الابرار دلیل الطالب، عرف الجادی وغیرھا ان میں ایسے گندے مسائل مذکور ہیں جن کو غیر مقلدین حضرات خود بھی قبول نہیں کرتے۔

مودودی صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں افسوس کہ مسلکاً حنفی ہونے کی وجہ سے سید ابوالاعلی مرحوم بھی اسی خیال کے حامی تھے۔(عوام ص ۴)

الجواب:

خواجہ صاحب! مودودی صاحب نے جو بات کی ہے وہ جمہوری قانون کے مطابق کہی ہے باقی خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ مودودی صاحب خالص حنفی تھے یہ جھوٹ ہے وہ حنفی دیوبندی بریلوی اہلحدیث وغیرہم کو جاہلیت کی پیداوار اور شیطان کی فصل کہتے تھے۔

(دیکھئے خطبات حصہ اول ص ۱۲۶ و رسائل مسائل ج ۲ طبع سوم ۱۹۶۴ء)

خواجہ صاحب کے استاذ محترم لکھتے ہیں۔ مجھے مولانا مودودی سے تعجب نہیں وہ جب بھی علم کی ان متعارف راہوں سے گزرے انہوں نے ٹھوکر کھائی۔ متعہ کا مسئلہ، مسلک اعتدال، حیات مسیح، دجال وغیرہ میں ان کی جدت نوازیاں کامیاب ثابت نہیں ہوئیں۔ ان کے رہوار قلم کی جولانیوں کا میدان دوسرا ہے (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۳۶) ان کا مسلک اعتدال تھا۔ (لا الی ھو لاء و لا الی ھؤلاء) اور احناف کے عقائد و مسائل کا اختلاف کرنے والا کیسے خالص حنفی بن سکتا ہے۔

ایں خیال است و محال است و جنون

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

فلہٰذا خواجہ صاحب کا مودودی صاحب کو خالص حنفی لکھنا بھی جھوٹ ثابت ہوا

دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید

خضر بھی شاگرد تھے:

خواجہ صاحب نے یہ عنوان قائم کر کے جو اعتراض کیا ہے اس کی تردید فتاوی شامی ا ص ۴۳ میں موجود ہے۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں۔''قرآن کی مانند'' پھر لکھتے ہیں بالخصوص ہدایہ کی شان میں مقدمہ میں یہ شعر درج ہے

ان الهداية كالقرآن قد نسخت

ما صنفوا قبلها من الشرع من كتب

''بے شک ہدایہ قرآن کی طرح ہے اس نے تمام سابقہ مذہبی تصنیفات کو منسوخ کر ڈالا ہے۔''(عوام ص ۴)

غیر مقلدین کی طرف سے احناف پر یہ اعتراض بار بار کیا جاتا ہے گویا غیر مقلدین کے ہاں یہ بہت وزنی اعتراض ہے حالانکہ حقیقت میں اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں ہمارے شیخ استاذ مکرم دام مجدہم مقام ابی حنیفہؒ طبع اول ص ۲۴۵، ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء میں نتائج التقلید ص ۵۷ کے حوالے سے اس اعتراض کو نقل کر کے اس کے جواب سے فارغ ہو چکے ہیں۔ مولانا محمد جوناگڑھی نے بھی ہدایت محمدی ص ۴ میں اس اعتراض کو دہرایا ہے۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۱۶ میں بھی اس اعتراض کو بڑی مد و شد سے ذکر کیا گیا ہے اس لئے ہم اس کا اپنے انداز میں جواب دینا چاہتے ہیں۔

الجواب:

مولانا مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں ہدایہ کی نسبت حاجی خلیفہ یہ لکھتا ہے۔

ہدایہ نے اپنی سابق کی فقہی کتابوں کو اس طرح منسوخ کر دیا۔ جس طرح قرآن نے نازل ہو کے گزشتہ انبیاء کی کتابوں کو منسوخ کر دیا۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اس کے فقہی قواعد کو

یاد کرے کیونکہ زندگی میں بھی قواعد اس کی رہنمائی کریں گے۔

(حیات طیبہ ص ۳۱۸/اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

ہدایہ اور اس کے مؤلف کا مقام:

مولانا لکھنوی مرحوم لکھتے ہیں۔

(۱) صاحب الهداية كان اماماً فقيهاً، حافظاً محدثاً مفسراً جامعاً للعلوم ضابطاً للفنون متقناً محققاً نظاراً زاهداً ؤ ورعاً بارعاً فاضلاً ماهراً اصولياً اديباً شاعراً الم تر العيون مثله فى العلم و الادب وله اليد الباسطة فى الخلاف و الباع الممتد فى المذهب تفقة على الأئمة المشهورين۔ (الفوائد البهية ص ۱۴۱)

صاحب ہدایہؒ امام ہیں، فقیہ ہیں، حافظ، محدث، مفسر، جامع للعلوم ضابط للفنون متقن (مضبوط) محقق نظار (مناظر اعظم) مدقق زاہد ورع (پرہیزگار) بارع (بلند اقران سے) فاضل ماہر اصولی ادیب شاعر ہیں، علم وادب میں ان جیسا آنکھوں نے نہیں دیکھا اختلافی مسائل میں ان کا ہاتھ کشادہ ہے اور مذہب میں تو ان کے دونوں بازو پھیلے ہوئے ہیں مشہور اماموں سے صاحب ہدایہؒ نے فقہ کے مسائل سیکھے ہیں۔

(۲) حافظ عبد القادر القرشی الجواہر المضیہ میں صاحبِ ہدایہ کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانی العلامۃ المحقق۔ (مقدمہ نصب الرایہ ص ۱۳)

(۳) خواجہ صاحب کے استاذ محترم مولانا محمد اسمعیل سلفی لکھتے ہیں۔ علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ علامہ کاسانی مؤلف البدائع والصنائع اور علامہ سرخسی، قاضی خان نسفی، ابن قدامہ، ابن تیمیہ، علامہ ابواسحق، ابراہیم بن علی بن یوسف صاحب مہذب اس طرح زرقانی اور باجی، ابن رشد، شاطبی وغیرہم سب اپنے ائمہ کے مذاہب کو روایت کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں ان کے طریق استدلال سے اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر ان کے محقق ہونے میں شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ (تحریک آزادی فکر ص ۱۹۸)

(۴) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد فرماتے ہیں اور بصورت فقدان نص اجتہاد کی ضرورت کو تسلیم نہ کرتے ہوئے شریعت اسلامی عالمگیر اور تا قیام قیامت قائم نہ جانی جائے گی اور یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ فقہ حنفی میں کتاب ہدایہ میں مسائل فقہیہ کی اسناد میں روایات سے جو ثبوت پیش کیا ہے اور ان کی تائید میں اصولی و معقولی باتیں سمجھائی ہیں۔ اس میں امام برہان الدین مرغینانی مصنف ہدایہ کی سعی معاذ اللہ بے سود گنی جائے گی اور یہ بات سوائے کسی جاہل اور بے سمجھ کے کون کہے گا۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۰)

(۵) غیر مقلدین حضرات کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے پچاس ساٹھ برس سے زیادہ اپنے ذمہ صرف قرآن و حدیث اصول حدیث اور ہدایہ کو خاص کر لیا تھا۔ (الحیات بعد المات ص ۱۶۲)

خواجہ صاحب! یہی قرآن و حدیث ہے:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں کسی ستم ظریف کا مقولہ ہے اتنا جھوٹ بولو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں۔ اس ٹوٹکے کو حنفی علماء نے پیٹ بھر کر آزمایا ہے۔ انہوں نے فقہ حنفی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے ہیں۔ جیسے منزل من اللہ قرآن و حدیث نہ ہوں بلکہ قدوری اور ہدایہ ہوں۔ یہ ان کا تکیہ کلام ہے کہ فقہ حنفی کی کتابیں قرآن و حدیث کا نچوڑ ہیں عطر ہیں۔ عرق ہیں خلاصہ ہیں ست ہیں حاصل ہیں وغیرہ۔ اب قرآن و حدیث کو پڑھنے کی ضرورت نہیں نہ انہیں نافذ کرنے کی ضرورت ہے فقط فقہ حنفی کو نافذ ہونا چاہیے یہی قرآن و حدیث ہے۔ (عوام ص ۵)

الجواب:

خواجہ صاحب نے جو مقولہ ذکر کیا ہے کہ اتنا جھوٹ بولو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں۔ اس پر خود خواجہ صاحب کا عمل ہے اور اس مقولہ کے تحت خواجہ صاحب نے عمل کرتے ہوئے یہ جھوٹا رسالہ لکھا ہے جو قارئین کے پیش نظر ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ اب قرآن وحدیث کو پڑھنے کی ضرورت نہیں الخ

یہ خواجہ صاحب کا خالص جھوٹ ہے (**لعنة اللہ علی الکاذبین**) علماء احناف نے ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل کیا ہے اور پاکستان کی اسمبلی میں ہمیشہ یہی مطالبہ ہوا کہ قرآن وسنت کو نافذ کرو چنانچہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہی بات منظور ہوئی اور شریعت بل میں بھی قرآن و سنت کے نافذ کرنے کا مطالبہ موجود ہے خواجہ صاحب کا اتنا بدترین جھوٹ بولنا ان کے بددیانت ہونے کی کھلی دلیل ہے۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں۔ ''گھر کے بھیدی'' اس کے تحت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ فقہائے حنفیہ کا تعلق حدیث سے ہمیشہ ہی کم رہا ہے۔ (عوام ص ۵)

الجواب:

خواجہ صاحب نے اس صفحہ میں پھر فتاویٰ شامی کا نام ردالمختار خاء کے ساتھ لکھا ہے اور اس کی تردید پہلے ہم کر چکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو کبھی تو غیر مقلدین حضرات غیر مقلد لکھ دیتے ہیں اور کبھی حنفی اور گھر کا بھیدی (**العجب فالعجب**) خواجہ صاحب امام اعظمؒ وصاحبین کے بعد احناف حضرات کے دو گروہ ہیں۔ (۱) محدثین کا (۲) فقہاء کا محدثین میں شمار ہوتا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن المثنی القاضی البصری امام ابو یعلی الموصلی (صاحب مسند ابو یعلی) امام وکیع (شیخ الشافعی) امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان، ملک الحفاظ امام یحییٰ بن معین امام طحاوی، امام ابو البشر الدولابی (صاحب کتاب الکنی) امام ابو بکر الجصاص الرازی، علامہ زیلعی، حافظ ابن ہمام، علامہ ماردینی (صاحب الجوہر النقی)

علامہ عینی محدث علامہ محمد طاہر پٹنی، محدث علی المتقی (صاحب کنز العمال) وغیرہم اور فقہاء کرام پھر دو گروہ ہیں ایک گروہ وہ ہے جو حدیث کے دلائل سے بھی واقف ہے دوسرا وہ ہے جو واقف نہیں فلہٰذا اس شاہ ولی اللہ کے حوالہ سے مطلقاً احناف مراد نہیں کہ وہ بالکل حدیث سے ناواقف ہیں۔ بلکہ فقہائے احناف کا دوسرا گروہ مراد ہے، اسی طرح محدثین کرامؒ کے بھی کئی گروہ ہیں۔

(۱) جھوٹی اور سچی حدیثوں میں تمیز کر سکنے والے۔

(۲) جھوٹی اور سچی حدیثوں میں تمیز نہ کر سکنے والے۔

جب محدثین کرام ایک درجہ کے نہیں ہو سکتے تو فقہاء کرام کس طرح ایک درجہ کے ہو سکتے ہیں۔ جب ادنی درجے کے محدثین کے عیوب کا الزام اعلی درجے کے محدثین پر نہیں لگا جا سکتا تو ادنیٰ درجے کے فقہا کا الزام اعلیٰ درجے کے فقہاء پر کیسے لگایا جا سکتا ہے۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی ہدایہ وغیرہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لا یعتمد علی الأحادیث المنقولة فیها اعتمادًا کلیًا ولا یجزم لورودها و ثبوتها بمجرد وقوعها فیها فکم من احادیث ذکرت فی الکتب المعتبرة وهی موضوعة۔ (مقدمہ عمدۃ الرعایہ مطبع یوسفی ص ۱۲) (عوام ص ۶)

فقط ان کتابوں میں مذکور ہونے کی وجہ سے احادیث پر پورا اعتماد اور یقین نہیں کر لینا چاہیے کیونکہ بہت سی معتبر کتابیں موضوع روایات سے پر ہیں۔

الجواب:

روایات کا پرکھنا محدثین کرامؒ کے اصولوں کے مطابق یہ الگ فن ہے حدیث کی کتابوں میں بھی موضوع روایات موجود ہیں بلکہ صحاح ستہ کی بعض کتب میں بھی بعض جھوٹے اور

وضاع قسم کے راوی موجود ہیں جن نشاندہی اسماء الرجال کی کتابوں میں کر دی گئی ہے تو کیا آپ کے اصول کے مطابق صحاح ستہ کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (لا حول و لا قوۃ الا باللہ)

مولانا لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں:

وبعض الشافعية طعنوا على صاحب الهداية بانه اورد فيها الاحاديث التی ليست بتلک وهل هذا الا بعدم الوقوف بجلالة قدره وعدم الاطلاع على فخامة علمه وقد خرج احاديثه الشيخ محی الدين عبد القادر بن محمد القرشی المصری وسماه العناية بمعرفة احاديث الهدايه وتوفی سنة خمس وسبعين وسبعمائة والشيخ علاء الدين وسماه الكفاية فی معرفة احاديث الهداية والشيخ جمال الدين بن عبد الله بن يوسف الزيلعی سماه نصب الرايه لاحاديث الهداية ولخصه احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفٰی سنة اثنتين وخمس وثمان مائة وسماه الدراية فی منتخب احاديث الهداية كذا فی كشف الظنون۔ (مقدمة هدايه اخيرين ص ۳)

اور بعض شافعیوں نے صاحبِ ہدایہؒ پر طعن کیا ہے کہ اس نے ہدایہ میں ایسی احادیث کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں یہ اعتراض کرنا ان کا محض عدم واقفیت کی بناء پر ہے کہ وہ صاحبِ ہدایہؒ کی قدر وعلمیت کا مقام معلوم نہ کر سکے حالانکہ صاحبِ ہدایہؒ کی حدیثوں کی باقاعدہ تخریج کی ہے شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد القرشی المصریؒ المتوفٰی ۷۷۵ھ نے اور نام رکھا اس کتاب کا العنایہ بمعرفۃ احادیث الہدایہ اور تخریج کی ہے شیخ علاء الدین نے اور نام رکھا اس کا الکفایہ فی معرفۃ احادیث الہدایہ اور شیخ جمال الدین بن عبداللہ علامہ زیلعی نے اس کا نام نصب الرایہ رکھا اور نصب الرایہ کا خلاصہ لکھا حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفٰی ۸۵۲ھ نے اور نام رکھا اس کا الدرایہ جیسا کہ کشف الظنون میں ہے۔

مولانا لکھنویؒ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ ہدایہ کی احادیث حدیث کی کتابوں میں

موجود ہیں اور اس کی با قاعدہ محدثین کرامؒ نے تخریج کی ہے اور شافعیہ کا طعن صاحبِ ہدایہؒ پر درست نہیں۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب مولانا لکھنویؒ کا حوالہ بایں الفاظ ذکر کرتے ہیں نیز لکھتے ہیں۔

و من الفقهاء من ليس لهم حظ الضبط المسائل الفقهية من دون المهارة في الروايات الحديثية۔ (ایضاً ص ۱۲، عوام ص ۶ تا ص ۷)

ان فقہاء کو صرف فقہی مسائل اکٹھے کرنے سے دلچسپی تھی بغیر اس کے کہ انہیں علم حدیث کی بھی کچھ مہارت اور تجربہ ہو۔

الجواب:

خواجہ صاحب جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے **من الفقهاء** کا ترجمہ آپ نے بالکل غلط کیا ہے **من الفقهاء** کا ترجمہ ان فقہاء نہیں جیسا کہ آپ نے ترجمہ کیا ہے بلکہ اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے فقہاء میں سے بعض ایسے ہیں کیونکہ **من بعضيه** داخل ہے تو مطلب یہ ہوا کہ بعض فقہاء ایسے ہیں نہ کل فقہاء ایسے ہیں جیسا کہ آپ نے ترجمہ میں گڑبڑ کر کے غلط تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔

خواجہ صاحب کا جھوٹ:

یہ خواجہ صاحب کا جھوٹ نمبر ۹ ثابت ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب نے مولانا لکھنویؒ سے ایک اور حوالہ نقل کیا ہے جس کا ترجمہ خواجہ صاحب نے یوں کیا ہے: صاحبِ ہدایہؒ کو دیکھو جو جلیل القدر حنفیوں میں سے ہیں اور رافعی شارح وجیز کو دیکھو جو بزرگ شافعیوں میں سے ہیں باوجود اتنے مشہور اور قابل اعتماد ہونے کے

انہوں نے اپنی کتابوں میں ایسی روایات درج کردی ہیں جن کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔

شیخ عبدالحق حنفی دہلویؒ فرماتے ہیں، مصنف ہدایہ ضعیف حدیثیں بیان کرتے ہیں غالباً انہیں علم حدیث سے کوئی سروکار نہیں تھا۔(شرح سفرالسعادۃ)(عوام ص ۷)

الجواب:

مصنف ہدایہ کے متعلق ایسی بات لکھنا درست نہیں صاحب ہدایہؒ کی چند روایتیں ایسی ہیں جو حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کو نہیں مل سکیں باقی سب ذخیرہ احادیث کا مشہور کتابوں میں موجود ہے اور جو روایتیں ابن حجرؒ وغیرہ کو نہیں مل سکیں ان میں سے بھی بعض راقم الحروف کو مل گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ ہدایہؒ بلند پایہ محدث ہیں بلکہ حافظ الدنیا ہیں۔ باقی رہا ضعیف حدیثیں بیان کرنا تو اگر اس سے یہ مراد ہو کہ صاحبِ ہدایہؒ نے تمام حدیثیں یا اکثر حدیثیں ضعیف بیان کی ہیں تو یہ بالکل غلط ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ بعض حدیثیں ضعیف بیان کی ہیں تو یہ درست ہے مگر کیا کیا جائے کہ بعض حدیثیں تو صحاح ستہ میں بھی ضعیف ہیں تو کیا صحاح ستہ والوں کو علمِ حدیث سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ (**لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**)

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب ملا علی قاریؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: ہدایہ میں اوھام کی کثرت ہے جن کا ذکر علامہ عبدالقادر حنفی نے اپنی کتاب عنایہ میں بھی کیا ہے۔

(طبقات بحوالہ الفوائد البہیۃ مطبع یوسفی ص ۴۲)(عوام ص ۷)

الجواب:

خواجہ صاحب جب ملا علی قاریؒ وعلامہ عبدالقادر حنفیؒ وغیرہما نے ان اوھام کو بیان کر دیا ہے تو آپ کو کیا ضرورت ہے ان کے بیان کرنے یا اشارہ کرنے کی؟ شاید سستی شہرت مطلوب ہوگی۔ محترم! غلطی کا ہو جانا اور بات ہے اور اس پر عمل کرنا اور بات ہے مثلاً ایک

حافظ قرآن مجید تراویح میں سناتا ہے اس کو غلطی لگ جاتی ہے مگر دوسرا حافظ اس غلطی پر متنبہ کرتا ہے تو وہ غلطی رواج نہیں پاسکتی اس طرح جہاں صاحبِ ہدایہؒ سے غلطی ہوئی ہے اس پر تنبیہ کردی گئی ہے اس پر عمل حنفیوں نے نہیں کیا فلہٰذا آپ کا یہ شرانگیز بیان قابلِ مذمت ہے۔

حفاظ حدیث سے اغلاط کا صدور:

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

فلیس من شرط الثقة ان لا یغلط ابدًا فقد غلط شعبة و مالک و ناھیک بھما ثقةً و نبلاً۔ (سیر اعلام النبلاء ج۶ ص ۳۴۶)

پس ثقہ راوی کی یہ شرط نہیں کہ اس سے غلطی کا کبھی صدور نہ ہوا ہو بے شک امام شعبہؒ و مالکؒ سے بھی غلطی کا صدور ہوا ہے اور ان کا ثقہ و جلیل القدر ہونا تجھے کافی و مسلّمہ ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

فارنی امامًا من الکبار سلم من الخطاء و الوھم فھذا شعبة وھو فی الذروة و لا وھام و کذالک معمر و الاوزاعی و مالک رحمة اللہ علیھم۔

(سیر اعلام النبلاء ج۶ ص ۳۶)

مجھے بڑے محدثین ائمہ میں سے کوئی ایسا امام دکھاؤ جس سے وہم اور خطاء نہ ہوئی ہو یہ شعبہؒ چوٹی کے محدث ہیں اور ان سے کئی اغلاط ہوئے ہیں اور اس طرح معمر اور اوزاعی و امام مالکؒ سب سے اوہام و اغلاط ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: نے یہاں تک فرمادیا ہے۔

من لا یخطئ فی الحدیث فھو کذاب۔ (کامل ابن عدی ج ا ص ۱۱۲)

جو محدث حدیث میں غلطی نہیں کرتا وہ کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے۔

قارئین کرام! یہ چند باتیں راقم الحروف نے صرف اس لیے ذکر کی ہیں کہ غیر مقلدین کے دجل و فریب سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچایا جائے اور بتایا جائے کہ اوھام و اغلاط کا

واقع ہونا محدثین کرامؒ سے یا خود غیر مقلدین کے علماء سے بھی ظاہر ہوا ہے اگر یہ حضرات قابلِ اعتماد ہیں اوران کی کتابیں بھی قابلِ اعتماد ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف صاحبِ ہدایہؒ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنا کر نا قابل اعتبار ہونے کا تاثر دلا یا جائے۔

خواجہ صاحب کا ایک بہتان عظیم:

خواجہ صاحب ایک عنوان قائم کرتے ہیں ''نچوڑ'' پھر خواجہ صاحب لکھتے ہیں نچوڑ حدیثیں نہ ہوئیں۔ چھوارے اور منقے ہو گئے جن کی شراب بنا کر ان کے نزدیک پینا جائز ہے۔

(ہدایہ ج ۲ ص ۴۲۰)(ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۸)

الجواب:

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے دل سے خدا کا خوف نکل چکا ہے ورنہ وہ اتنا بڑا بہتان لگانے کے لیے تیار نہ ہوتے عربی زبان میں خَمْرٌ کا لفظ آتا ہے جس کا معنی ہماری زبان میں شراب کیا جاتا ہے یہ بالاتفاق حرام ہے اور عربی زبان میں ایک لفظ شراب کا آتا ہے اس کا معنی ہماری زبان میں ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو پینے کے قابل ہو اور عربی زبان میں ایک لفظ نبیذ کا آتا ہے جس کا معنی ہماری زبان میں شیرہ کیا جاتا ہے جیسے شیرۂ انگور شیرہ کھجور وغیرہ ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب واضح طور پر ان میں سُکر پیدا ہو جائے تو یہ خمر (شراب) کے حکم میں ہو جائے گا ورنہ نہیں کیونکہ نبیذ کا استعمال کرنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے فلہٰذا نبیذ کا معنی شراب کر کے دھوکہ دینا اور بہتان لگانا اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔

خواجہ صاحب کا ایک اور الزام:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ فقہی کتابوں کے مصنفین اسی ''حلال'' شراب

کے نشہ میں یہ سب کچھ لکھ گئے ہیں شرمانے کی ضرورت نہیں انہوں نے قوت حاصل کرنے کے لیے یہ شوق فرمایا ہوگا۔(ہدایہ ج ۲ ص ۴۲۱)

الجواب:

خواجہ صاحب کو الزام لگانے اور چغل خوری کرنے کی بری عادت پڑ چکی ہے ورنہ وہ اگر صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۸ و ج ۲ ص ۸۲۶ میں حضرت عمرؓ ابوعبیدہ بن الجراح ؓ، معاذؓ، براء بن عازبؓ، ابوجحیفہؓ، ابوالدرداءؓ کا عمل وفرمان دیکھا ہوتا تو فقہ حنفی پر ہرگز الزام لگانے کی جرأت نہ کرتے۔

خواجہ صاحب کا ایک اور بہت بڑا بہتان:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں، انواع واقسام کے جھوٹ۔ یادرہے صرف بے سروپا حدیثیں ہی بیان نہیں کی گئیں۔ اقوال بھی بے سروپا ہیں۔ فقہ حنفی کی تمام کتابیں امام ابوحنیفہؒ کے سینکڑوں برس بعد لکھی گئیں۔ ان میں ہزاروں اقوال بانی مذہب کی طرف منسوب ہیں مگر حرام ہے جو کسی ایک قول کی سند بھی ملتی ہو۔(ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۸)

الجواب:

خواجہ صاحب تعصب کے نشہ میں یہ باتیں لکھ رہے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ فقہ حنفی کی کتابوں کی تصنیف امام اعظمؒ کے دور میں شروع ہوئی تھی۔ امام محمدؒ جو امام اعظمؒ کے خصوصی شاگرد ہیں انہوں نے مختلف کتابوں میں فقہ حنفی کے مسائل کا ذکر کیا ہے اور اس کے مسائل کو با دلائل بیان کیا ہے مثلاً (۱) کتاب الاصل (جس کو المبسوط بھی کہا جاتا ہے) جو اب پانچ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ (۲) الجامع الکبیر، (۳) الجامع الصغیر صاحبِ ہدایہؒ بھی ان کتابوں سے روایت لے کر شرح کرتے ہیں اور یہ تینوں کتابیں امام محمدؒ کی ہیں جو براہِ راست امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔ البتہ الجامع الصغیر میں وہ بسند امام ابو یوسفؒ امام اعظمؒ سے روایت کرتے ہیں۔ اور اسی طرح امام محمدؒ **کتاب الحجة علی**

اهل المدینة میں بھی فقہ حنفی یعنی امام اعظمؒ کے اقوال بیان کرتے ہیں یہ کتاب چار (۴) جلدوں میں شائع ہوگئی ہے۔ مؤطا امام محمدؒ اور **کتاب الآثار لمحمد** میں بھی فقہ حنفی کے مسائل موجود ہیں اس طرح السیر الکبیر اور السیر الصغیر میں بھی فقہ حنفی موجود ہے السیر الکبیر بھی راقم الحروف نے دیکھی ہے البتہ مطالعہ کا وقت نہیں مل سکا یہ چاروں کتابیں بھی امام محمدؒ کی ہیں کتاب الآثار لابی یوسف وکتاب الخراج لابی یوسفؒ میں بھی فقہ حنفی کے مسائل موجود ہیں۔ یہ امام ابو یوسفؒ کی کتابیں ہیں جو براہِ راست بلا واسطہ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔ کتاب الامالی لابی یوسفؒ و **کتاب النوادر لمحمد** علیہ الرحمۃ میں بھی فقہ حنفی موجود ہے یہ دونوں کتابیں بھی امام اعظمؒ کے خصوصی شاگردوں کی ہیں جس میں وہ امام اعظمؒ کے اقوال و مسائل نقل کرتے ہیں اس کے علاوہ بھی سند کے ساتھ امام اعظمؒ سے مسائل نقل کیے گئے ہیں فلہٰذا فقہ حنفی کو بے سند کہنا بہتان عظیم ہے اس طرح امام اعظمؒ کے سینکڑوں برس بعد فقہ حنفی کے لکھے جانے کا دعویٰ کرنا یہ بھی افتراءِ عظیم ہے ہماری اس تحریر کے بعد کوئی بھی عقل مند اور انصاف پسند آدمی فقہ حنفی کو بے سند نہیں کہہ سکتا۔ البتہ بعض اقوال کے بے سند ہونے سے فقہ حنفی پر اثر نہیں پڑ سکتا۔

جس طرح کہ بعض حدیثوں کے بے سند ہونے سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ باقی رہا خواجہ صاحب کا یہ فرمان کہ فقہ کی کتابوں میں بے سروپا حدیثیں بیان کی گئی ہیں تو یہ بھی خواجہ صاحب کا دعویٰ صحیح نہیں اس لیے کہ فقہ کی بنیاد حدیث کی کتابیں ہیں اگر حدیث کی کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں تو یہ اعتراض دراصل حدیث کی کتابوں پر ہوگا۔

خواجہ صاحب:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں: جھوٹی بات کسی کی طرف بھی منسوب ہو گناہ ہے اور پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ تو جہنم جانے کا سرٹیفکیٹ ہے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۸)

الجواب:

دوسرں پرفتویٰ بعد میں لگانا پہلے اپنی کتابوں کو دیکھ لو کہ ان میں کتنے جھوٹ وافتراءات ہیں پھر اپنے استاد محترم کی کتابوں پر بھی نظر ڈال لو اس میں کیا کچھ لکھا گیا ہے پھر اپنے دیگر اکابر کی کتابوں کو بھی دیکھ کر پہلے تولو پھر بولو۔

محمدی قبرستان:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ معاف کرے شائد یہ قدرت کی ناراضگی ہی کا سبب تھا کہ صاحبِ ہدایہؒ کو سمرقند کے محمدی قبرستان (**تربة المحمديين**) میں دفن ہونے کی اجازت نہ مل سکی (مقدمہ ہدایہ، ج ۲ ص ۱) (ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۹)

الجواب:

خواجہ صاحب خیانت کرنا اور دھوکہ دینا حرام ہے صاحبِ ہدایہؒ کو وہاں دفن ہونے کی اجازت اس وجہ سے نہ مل سکی کہ وہاں تقریباً چارصد (۴۰۰) افراد دفن تھے اور سب کا نام محمد تھا جس کا نام محمد نہ ہوتا تھا وہاں دفن نہ کرنے دیتے تھے اور صاحبِ ہدایہؒ کا نام محمد نہیں بلکہ علی ہے اس لئے اس قبرستان کے قریب صاحبِ ہدایہؒ کو دفن کیا گیا اور اس قبرستان کا نام محمدی قبرستان نہ تھا جیسا کہ خواجہ صاحب نے عنوان باندھ کر دھوکہ دیا ہے بلکہ اس قبرستان کا نام تربة **المحمديين** تھا۔ یعنی محمدیوں کا قبرستان دیکھو کتنا فرق ہے۔ (نوٹ: یہاں پر مقدمہ کی ابحاث ختم ہوئیں، حدیث کی ابحاث شروع ہوتی ہیں۔ مشتاق)

مولانا حبیب اللہ ڈیرویؒ صاحب لکھتے ہیں: اب صاحبِ ہدایہ کے متعلق جو الزامات خواجہ صاحب نے حدیثوں کے سلسلہ میں لگائے ہیں کہ ایسی حدیثیں کتبِ حدیث میں نہیں پائی جاتیں جو صاحبِ ہدایہ نے نقل کی ہیں، ان کا جواب نقل کیا جاتا ہے۔

(ہدایہ علماء کی عدالت میں، ص ۲۳۹، ۲۴۰)

الزام نمبر ا، پہلی حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب لکھتے ہیں ص ۵ ہدایہ اولین بسم اللہ ہی غلط۔ **قوله عليه السلام لا وضوء لمن يسم** (کتاب الطہارات) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی ان کا وضو نہیں۔ الفاظ یوں نہیں بلکہ یوں ہیں **لا وضوء لمن يذكر اسم الله عليه** (ترمذی وغیرہ) جس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ کا ذکر نہیں کیا اس کا وضو نہیں۔

(ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۱۱)

الجواب:

چونکہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اس لیے وضو سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا ضروری نہیں البتہ مستحب ہے خواجہ صاحب کے استاذ محترم لکھتے ہیں وضو سے پہلے دل میں نیت اور بسم اللہ کا ذکر محدثانہ طریق پر صحت سے ثابت نہیں۔

(حاشیہ مشکوٰۃ مترجم، ج ا ص ۱۳۹)

اب خواجہ صاحب کا یہ اعتراض کہ بسم اللہ ہی غلط۔ یعنی صاحبِ ہدایہؒ نے جو حدیث **لا وضوء لمن لم يسم** کے الفاظ سے نقل کی ہے ان الفاظ سے حدیث کی کسی کتاب میں یہ حدیث موجود نہیں۔ اس اعتراض کرنے میں خواجہ صاحب نے حافظ ابن حجرؒ کی اندھی تقلید کی ہے۔ حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں **لم اجده بهذا اللفظ** (الدرایہ، ج ا ص ۱۴) ان الفاظ کے ساتھ میں نے یہ حدیث نہیں پائی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

صاحب ہدایہؒ حافظ الدنیا ہے ابن حجرؒ و علامہ عینیؒ وغیرہما کی اس کے مقابلہ میں علمی پوزیشن کمزور ہے ہدایہ چونکہ خلاصہ واختصار ہے کفایۃ المنتہی کا جو کہ اسی (۸۰) جلدوں میں تھی اس لیے اس خلاصہ میں حدیثوں کا مخرج بیان نہیں ہوا۔ صاحبِ ہدایہؒ نے جن الفاظ سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ یہ مروی ہے چنانچہ خود حافظ ابن حجرؒ

لکھتے ہیں واما حدیث انس فرواہ عبد الملک بن حبیب الاندلسی عن اسد بن موسی عن حماد بن سلمة عن ثابت عن انس بلفظ لا ایمان لمن لم یؤمن بی ولا صلوۃالابوضوءولا وضولمن لم یسم اللہ (التلخیص الحبیر، ج ا ص ۷۵)

الفاظ کی تقدیم وتاخیر اور معمولی تغیر کے ساتھ یہ حدیث کنوز الحقائق ج ۲ ص ۱۱۹ علی ھامش الجامع الصغیر للسیوطی میں یوں ذکر کی گئی ہے۔ من لم یسم اللہ علی وضوئہ فلاوضوءلہ۔ (فر)

دوسری حدیث کی تحقیق:

الزام نمبر ۲:

خواجہ صاحب غلط نسبت کے عنوان کے تحت ہدایہ ص ۱۳ سے یوں نقل کرتے ہیں والتفسیر ماثور عن عائشہ رضی اللہ عنہا (منی مذی اور ودی میں فرق کی وضاحت حضرت عائشہؓ سے منقول ہے) حضرت عائشہؓ سے نہیں بلکہ عکرمہؒ سے منقول ہے۔

(مصنف عبدالرزاق) (ہدایہ کی عوام کی عدالت میں، ص ۱۲)

الجواب:

خواجہ صاحب حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کی اندھی تقلید میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لم اجدہ عنھا وانما اخرج عبد الرزاق عن قتادۃ وعن عکرمۃ (الدرایۃ، ج ا ص ۵۲) مجھے حضرت عائشہؓ سے یہ روایت نہیں ملی الخ۔

اللہ تعالی کا فضل یہ حدیث مل گئی:

حافظ ابن الہمامؒ لکھتے ہیں:

قال ابن المنذر حدثنا محمد بن یحیی حدثنا ابو حنیفة حدثنا عکرمة عن عبد ربہ بن موسیٰ عن امہ انھا سألت عائشةرضی اللہ عنہا عن المذی فقالت ان کل فحل یمذی وانہ المذی والودی والمنی فاما المذی فالرجل یلاعب امرأتہ فیظھر علی ذکرہ

الشئ فيغسل ذكره وانثييه ويتوضأ ولا يغتسل واما الودی فانهٔ يكون بعد البول يغسل ذكره وانثييه ويتوضأ ولا يغتسل واما المنى فانهٔ الماء الاعظم الذى منه الشهوة وفيه الغسل۔ (فتح القدیر ج۱ص ۵۳ تا ص ۵۴)

کہ محدث ابن المنذرؒ نے کہا کہ ہمیں محمد بن یحییٰ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں امام ابو حنیفہؒ نے بتایا وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عکرمہؒ نے بتایا عبدربہ بن موسیٰ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا مذی کے بارے میں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہرنر جو مذی بہانے کے قابل ہو تو اس سے مذی ودی منی تینوں نکل سکتی ہیں مذی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ شہوۃ کے ساتھ کھیلے پس اس کے ذکر (آلہ تناسل) کے سرے پر کوئی چیز ظاہر ہو پس وہ ذکر اور خصیتین کو دھوئے وضو کرے لیکن غسل نہ کرے ودی وہ ہے جو پیشاب کرنے کے بعد ہو آلہ تناسل اور خصیتین کو دھولیا جائے وضو کرے لیکن غسل نہ کرے منی وہ بڑا پانی ہے جو شہوت کے ساتھ ٹپک کر نکلے اور اس میں غسل لازم ہے۔

یہ روایت اختصار کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۹۱ میں یوں ہے

حدثنا وكيع عن عكرمة بن عمار عن عبد ربهٖ بن موسى عن امه عن عائشة قالت المنى منه الغسل والمذى والودى يتوضأ منهما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں منی سے غسل لازم ہوتا ہے مذی اور ودی سے وضو کیا جائے۔

الزام نمبر ۳، تیسری حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب ہدایہؒ ص ۴۰ سے یوں نقل کرتے ہیں **واقل الطهر خمسة عشر يومًا هكذا نقل عن ابراهيم النخعى (باب الحيض والاستحاضه)** طہر کی مدت کم از کم پندرہ روز ہے۔ ابراہیم نخعیؒ سے یوں ہی نقل کیا گیا ہے۔ ابراہیم نخعیؒ سے یہ نقل نہیں کیا گیا ہے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۱۲ تا ص ۱۳)

الجواب:

خواجہ صاحب آٹھویں صدی کے حافظ ابن حجرؒ جو امام شافعیؒ کے مقلد ہیں ان کی اندھی تقلید میں غوطے کھا رہے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں **لم اجده** (الدرایہ، ج۱، ص ۴۵) یہ روایت مجھے نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

صاحبِ ہدایہؒ حافظ الدنیا ہے اس کی نگاہ بلند ہے اس کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ ابراہیم نخعیؒ کا یہ قول سنن دارمی ج ا ص ۱۷۳ و ص ۸۵۹ میں موجود ہے۔

ملاحظہ ہو۔

اخبرنا المعلى بن اسد ثنا ابو عوانة عن المغيرة عن ابراهيم قال اذا حاضت المرأة في شهرا و في اربعين ليلة ثلث حيض فاذا شهد لها الشهود العدول من النساء انها رأت ما تحرم عليها الصلوة من طموث النساء الذى هو الطمث المعروف فقد خلا اجلها قال ابو محمد سمعت يزيد بن هارون يقول استحب الطهر خمسة عشر۔

ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں اگر عورت کو ایک ماہ یا چالیس دن میں تین حیض آ جائیں اور عدل وانصاف والی عورتیں گواہی دے دیں اس حیض کی جس کی وجہ سے نماز پڑھنا عورتوں پر حرام ہوجاتا ہے تو بے شک عورت کی عدت مکمل ہوکر ختم ہوجائے گی۔ امام دارمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ابراہیمؒ پندرہ دن طہر کے لیے پسند کرتے تھے۔

قارئین کرام! ابراہیم نخعیؒ سے ایک ماہ یا چالیس دن کا قول شک کے ساتھ نقل کیا گیا ہے اور یزید بن ہارونؒ کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس دن والا قول صحیح ہے چنانچہ پندرہ دن طہر یوں بنے گا کہ ایک عورت کو تین دن حیض آیا پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض تو یہ کل انتالیس دن بنتے ہیں اس میں اگر عورتیں تین حیض کی

گواہی دے دیں تو عدت ختم ہو جائے گی اور یہ ممکن ہے اس لیے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے پندرہ دن طہر کا منقول ہونا صحیح سند سے اور حدیث کی مشہور کتاب سے ثابت ہوا۔ **والحمد للہ علی ذالک۔**

الزام نمبر ۴، چوتھی حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب ہدایہ ص ۱۴ سے عنوان ''وقتِ نماز نہیں نماز کے تحت نقل کرتے ہیں'' **قولہ علیہ السلام المستحاضۃ تتوضأ لوقت کلہ صلٰوۃ۔** استحاضہ والی عورت ہر وقت نماز۔ نماز کے لیے وضو کرے۔ حدیث یوں نہیں بلکہ یوں ہے **وتتوضأ لکل صلٰوۃ** (ترمذی) اور وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۱۳)

الجواب:

خواجہ صاحب کی قسمت میں اندھی تقلید لکھی ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں **لم اجدہ ھکذا** (الدرایہ ج ۱ ص ۸۹) اس طرح میں نے حدیث کو نہیں پایا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

بعض روایتوں میں **عند کل صلوۃ** ہے (مشکوٰۃ ص ۵۷، والدرایۃ ج ۱ ص ۸۹) جس کا معنی **لوقت کل صلوۃٍ** ہے کیونکہ عند ظرف کے لیے جو زمان کے لیے بھی آتا ہے بعض روایتوں میں تو صراحۃً **لوقت کل صلٰوۃٍ** موجود ہے (معنی ابن قدامہ) اور شرح مختصر الطحاوی میں ہے۔ **روی ابو حنیفۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ بنت ابی حبیش وتوضئ لوقت کل صلوۃ۔** امام محمدؒ نے کتاب الاصل میں بھی اس روایت کو **معضلاً** نقل کیا ہے دیکھئے فتح القدیر ج ۱ ص ۱۵۹ / علامہ عینیؒ نے اور حوالوں کے علاوہ ایک نیا حوالہ یوں نقل کیا ہے **وروی ابو عبد اللہ بن بطۃ باسنادہ عن حمنۃ بنت جحش انہ علیہ الصلٰوۃ والسلام امرھا ان تغسل بوقت کل صلوۃ** (عینی، ج ۱ ص ۴۱۶) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمنہ بنت جحش کو

حکم فرمایا کہ ہرنماز کے وقت کے لیےغسل کیا کرے۔علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جب غسل کرلیا ہروقت نماز کے لیےتو وضوخود بخود ہوگیا۔

الزام نمبر ۵، پانچویں حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب ہدایہ ص ۶۲ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "**قوله عليه السلام المرأة عورة مستورة**" (**شروط الصلوة**) عورت کا تمام وجود قابل ستر ہے۔مستورہ کا لفظ کسی حدیث میں نہیں۔(ہدایہ عوام کی عدالت میں،ص ۱۴)

الجواب:

خواجہ صاحب اندھی تقلید تجھے اندھے کنویں میں گرائے ہوئے ہے۔ابن حجرؒ فرماتے ہیں:**لم اجده** (الدرایہ،ج ا ص ۱۲۳) مجھے یہ لفظ نہیں مل سکا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

علامہ عبدالروف مناویؒ فرماتے ہیں۔ **المرأة عورة مستورة فاذا خرجت استرفها الشيطان (قط)** (کنوز الحقائق،ج ۲ ص ۱۲۶) یہ حدیث جس میں مستورہ کا لفظ موجود ہے دارقطنی میں ہے۔دارقطنی نے مختلف حدیث کی کتابیں لکھی ہیں۔

الزام نمبر ۶،چھٹی حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں اضافہ پھر ہدایہ ص ۶۶ سے یوں نقل کرتے ہیں۔**ان اهل قباء لما سمعوا بتحول القبلة استداروا كهيأتهم فى الصلوة واستحسنهٗ النبى عليه السلام** اہل قبا قبلہ کی تبدیلی کا سن کر نماز ہی میں گھوم گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو پسند فرمایا استحسان کے الفاظ صاحبِ ہدایہؒ کا اضافہ ہے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں،ص ۱۵)

الجواب:

اس میں بھی خواجہ صاحب اندھی تقلید کرنے کی وجہ سے شرمندہ ہوں گے حافظ ابن حجرؒ

فرماتے ہیں۔ **لم اجد فيه الاستحسان (الدرایہ، ج۱ ص ۱۲۵)** مجھے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسند کرنے کے الفاظ نہیں ملے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ حافظ صاحب نے خواہ مخواہ اعتراض کر دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی واقعہ کو دیکھ لینا یا سن کر خاموش ہو جانا بھی تو استحسان اور رضامندی ہے لفظوں کے اندر استحسان کا ہونا ضروری نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

صراحۃً استحسان بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے۔ مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں:

ولم ينكر عليهم النبي صلى الله عليه وسلم بل روى الطبراني في آخر حديث تويلة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فيهم السئک رجال امنوا بالغيب (التعليق المغني ج ۱ ص ۲۷۳ تا ص ۲۷۴)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی وجہ سے اہل قباء پر اعتراض نہیں کیا بلکہ طبرانی نے تویلہؓ کی حدیث کے آخر میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے حق میں فرمایا کہ یہ ایسے مرد ہیں جو غیب پر ایمان لائے۔

الزام نمبر ۷، ساتویں حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں ابن مسعودؓ پیغمبر نہیں تھے۔ پھر ص ۸۴ ہدایہ سے یوں عبارت نقل کرتے ہیں۔ **قوله عليه السلام اخروهن من حيث اخرهن الله۔** نبی علیہ السلام نے فرمایا عورتوں کو پیچھے ہٹاؤ جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے ہٹایا۔ ہدایہ کے حاشیہ میں اسے ابن مسعودؓ کا قول بیان کیا گیا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)

(ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۲۱)

الجواب:

خواجہ صاحب نے یہاں بھی اندھی تقلید کا مظاہرہ کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں **لم اجده مرفوعا** (الدرایہ، ج ا ص ۱۷۱) مجھے مرفوعاً (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صورت میں) نہیں ملا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

یہ روایت مرفوعاً بھی موجود ہے علامہ عبدالرؤف مناویؒ لکھتے ہیں۔ **اخروهن من حيث اخرهن الله** (رزین) (کنوز الحقائق ج ا ص ۱۱) کہ یہ حدیث مسند رزین میں مروی ہے اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ اس حدیث کی نشاندھی مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے حضرت حذیفہؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ **وسمعته يقول اخروا النساء حيث اخرهن الله رواه رزين** (مشکوۃ، ص ۴۴۴)

الزام نمبر ۸، آٹھویں حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب خلط مبحث کے عنوان کے تحت ہدایہ ص ۱۱۴ سے نقل کرتے ہیں **ان النبی صلی الله عليه وسلم شغل عن اربع صلوات يوم الخندق فقضاهن مرتبا ثم قال صلوا كما رأيتمونی اصلی**۔ (قضاء الفوایت) خندق کے روز نبی علیہ السلام کی چار نمازیں رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ترتیب سے پڑھا پھر فرمایا میری طرح نماز پڑھا کرو۔ گوان الفاظ میں نہیں تاہم حدیث کا مفہوم بروایت ابن مسعودؓ ترمذی اور نسائی میں موجود ہے لیکن اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کشیدہ الفاظ ارشاد نہیں فرمائے یہ ایک الگ مستقل حدیث ہے جو مالک بن حویرث سے بخاری میں مروی ہے خلط مبحث سے اپنے موقف (ترتیب) کا اثبات مقصود ہے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں ص ۲۶)

الجواب:

خواجہ صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے یہ الدرایہ ج ا ص ۲۰۶ میں حافظ صاحب ابن حجر کا

تحریر شدہ موجود ہے۔ ساتھ ہی حافظ ابن حجرؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر مصنف یعنی صاحبِ ہدایہؒ ثم قال کے بجائے وقال کہتے تو بہتر ہوتا۔ مگر یہ جرح تعصب پر مبنی ہے جس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے کیونکہ جب صحابیؓ کا درمیان میں ذکر نہیں اور براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا جارہا ہے تو اس میں کئی فرمان اکٹھے نقل کردیے جائیں تو کوئی خلط مبحث نہیں چنانچہ امام رافعی شافعیؒ کے متعلق ابن حجرؒ لکھتے ہیں **واحتج الرافعی فی الأمالی بحدیث عائشة الصحیح وکان یختم الصلوة بالتسلیم مع قوله صلوا کما رایتمونی اصلی (التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۶۹)** یہاں تو درمیان میں حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا واسطہ بھی ہے اور صاحب ہدایہؒ نے تو کمال کر دکھایا ہے **ثم قال** سے دوسری حدیث کو روایت کرکے اشارہ کردیا ہے کہ یہ حدیث بعد کی ہے کیونکہ **ثم** تراخی کے لیے آتا ہے **وقال** سے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا جیسا کہ ابن حجرؒ نے مشورہ دیا ہے۔

الزام نمبر ۹، نویں حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں پڑھیے روکا کس نے ہے پھر ہدایہ ص ۱۲۱ سے یہ عبارت نقل کی ہے **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العید والشمس علی قید رمح او رمحین**۔ نبی علیہ السلام عید کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ایک نیزے یا دو نیزے کی بلندی پر ہوتا تھا۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ (ہدایہ کے عوام کی عدالت میں ص ۳۲)

الجواب:

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں **لم اجده** (الدرایہ، ج ۱ ص ۲۱۹) یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے خود حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں؟ **فی کتاب الاضاحی للحسن بن احمد بن البنا من طریق وکیع عن المعلی بن هلال عن الاسود بن قیس**

عن جندب قال کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یصلی بنا یوم الفطر و الشمس علی قیدر محین و الاضحی علی قید رمح۔

(التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۸۳)

الزام نمبر ۱۰، دسویں حدیث کی تحقیق:

خواجہ صاحب عنوان قائم کرتے ہیں ''حج اور جھوٹ'' پھر ہدایہ ص ۱۹۶ سے یوں عبارت نقل کرتے ہیں **و اتموا الحج و العمرۃ للہ و اتمامھا ان یحرم بھما من دویرۃ اھلہ کذا قالہ علی و ابن مسعود (کتاب الحج المواقیت)** فرمان باری تعالیٰ ہے حج اور عمرہ کو پورا کرو اللہ کے لیے اور اس کا پورا کرنا یہ ہے کہ ان کے لیے اپنی کٹیا سے ہی احرام باندھ لیا جائے۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے یہی فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ کا نام بیچ میں خواہ مخواہ ہی ہے۔ (ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۴۵)

الجواب:

ابن حجرؒ فرماتے ہیں **فلم اجدہ** پس مجھے نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل یہ حدیث مل گئی:

سید مفتی مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ **کتاب الحجۃ علی اھل المدینۃ** (جلد ۲، ص ۱۳) میں محلّی ابن حزم ج ۷ ص ۷۵ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں **و من طریق الحمانی عن ھشیم عن بعض اصحابہ عن ابراھیم عن ابن مسعود من تمام الحج ان یحرم من دویرۃ اھلہ**

ہم نے بطور نمونہ کے دس احادیث و اقوال کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔

و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

۲۵ شعبان ۱۴۰۹ھ ۳۰/اپریل ۱۹۸۹ء

☆......☆......☆